"جو اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اور انکساری اختیار کرتا ہے
اللہ تعالیٰ اس کے درجات بڑھاتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتا ہے۔"

اطاعت اور اخلاص ووفا کے پیکر بدری اصحاب رسول ﷺ

حضرت خَوْلِیْ بِنْ اَبِیْ خَوْلِیْ، حضرت رَافِع بِن الْمُعَلّٰی، حضرت ذُوالشِّمَالَیْنِ عُمَیْر بن عَبْدِ عَمْرو، حضرت رافع بن یزید، حضرت ذَکْوَان بِن عَبْد قَیْس، حضرت خَوَّاتُ بْنُ جُبَیْر انصاری، حضرت رَبِیْعَہ بن اَکْثَم ، حضرت رِفَاعَہ بِن عَمْرو الْجُھَنِی، حضرت زَیْد بِن وَدِیْعَہ، حضرت رِبْعِی بِن رَافِع اَنْصَاری، حضرت زَیْد بِن مُزَیْن، حضرت عِیَاض بِن زُھَیْر، حضرت رِفَاعَہ بن عَمْرو اَنْصَاری، حضرت زِیَاد بِن عَمْرو، حضرت سَالِم بِن عُمَیْر بِن ثابت، حضرت سُرَاقَہ بِن کَعْب، حضرت سَایِب بِن مَظْعُوْن، حضرت عَاصِم بِن قَیْس، حضرت طُفَیْل بن مَالِك بن خَنْسَاء، حضرت طُفَیْل بن نُعْمَان، حضرت ضَحَاك بِن عَبْد عَمْرو، حضرت ضَحَّاك بن حَارِثَہ، حضرت خَلَّاد بن سُوَیْد اور حضرت اَوْس بن خَوْلِی انصاری رضی اللہ عنھم ورضُوا عنہ کی سیرتِ مبارکہ کا دلنشین تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ یکم مارچ 2019ء بمطابق یکم تبلیغ 1398 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝١
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٣ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝٤ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝٥
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝٦ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝٧

بدری صحابہ کے واقعات کا یا ان کی زندگی کے پہلوؤں کا سلسلہ چل رہا ہے۔ آج بھی اس سلسلہ میں چند صحابہ کا ذکر کروں گا۔ حضرت خَوْلِیْ بِنْ اَبِیْ خَوْلِیْؓ۔ حضرت خَوْلِیؓ غزوۂ بدر اور احد اور تمام غزوات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ اَبُو مَعْشَر اور محمد بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت خَوْلِیؓ غزوۂ بدر میں اپنے بیٹے کے ساتھ شریک ہوئے مگر انہوں نے بیٹے کا نام ذکر نہیں کیا۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں (یہ سارے تاریخ دان ہیں) کہ حضرت خَوْلِیؓ اپنے بھائی مالك بن اَبِی خَوْلِیؓ کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔ ایک قول کے مطابق غزوۂ بدر میں حضرت خَوْلِیؓ اور آپ کے دو بھائی حضرت ھِلال بن ابی خَوْلِیؓ اور حضرت عبدُاللّٰہ بن اَبِی خَوْلِیؓ بھی شامل تھے۔ حضرت خَوْلِیؓ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 299 خَوْلِی بن ابی خَوْلِی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

دوسرے صحابی جن کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت رَافِع بِن الْمُعَلّٰیؓ۔ حضرت رَافِع بِن الْمُعَلّٰیؓ کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ بَنُوحَبِیْب سے تھا۔ آپ کی والدہ کا نام اِدَامْ بِنتِ عَوْف تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رَافِعؓ اور حضرت صَفْوَان بن بَیْضَاءؓ کے درمیان عقدِ مؤاخات قائم فرمایا۔ یہ دونوں اصحاب غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ بعض روایات کے مطابق دونوں ہی غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت صَفْوَان بن بَیْضَاءؓ غزوۂ بدر میں شہید نہیں ہوئے تھے۔ مُوسیٰ بن عُقْبَہ کی روایت ہے کہ حضرت رَافِعؓ اور آپؓ کے بھائی ھِلَال بن مُعَلّیؓ دونوں غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ حضرت رَافِع کو عِکْرِمَہ بن ابو جہل نے غزوۂ بدر میں شہید کیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 450 رافع بن المعلیٰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)
(الاستیعاب جلد 2 صفحہ 484-485 رافع بن المعلیٰ مطبوعہ دار الجیل بیروت 1992ء)

اگلے صحابی جن کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت ذُوالشِّمَالَیْنِ عُمَیْر بن عَبْدِ عَمْروؓ۔ ان کا اصل نام عمیرؓ تھا، اور کنیت ابو محمد۔ حضرت عمیر کی کنیت ابو محمد تھی جیسا کہ بتایا۔ ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ آپؓ کو ذُوالشِّمَالَیْنِ کہا جاتا تھا۔ یہ نام نہیں تھا بلکہ یہ ان کو ایک لقب مل گیا تھا کیونکہ آپؓ بائیں ہاتھ سے زیادہ کام لیتے تھے۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپؓ اپنے دونوں ہاتھوں سے کام کر لیتے تھے۔ ایک طرح استعمال

کر لیتے تھے۔ اس لئے آپؓ کو ذُوالْیَدَیْنِ بھی کہتے تھے۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ بنو خُزَاعَہ سے تھا۔ آپ بنو زُھْرَہ کے حلیف تھے۔ حضرت عمیرؓ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو حضرت سَعْدِ بن خَیْثَمَہؓ کے ہاں قیام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی یزید بن حارثؓ کے ساتھ مؤاخات قائم فرمائی۔ یہ دونوں صحابہ غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ آپؓ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے جیسا کہ ذکر ہو گیا ہے اور آپؓ کو اُسَامہ جُشَمِی نے شہید کیا تھا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 30 سال سے زائد تھی۔ طبقات الکبریٰ میں ابو اُسَامہ جُشَمِی نام آیا ہے کہ اس نے قتل کیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 124-125 ذوالیدین ویقال ذو الشمالین مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)
(سیرت ابن ھشام صفحہ 327 باب من حضر بدرا من بنی زھرۃ و حلفائھم مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء) (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 217 ذو الشمالین مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت رَافِع بن یَزِیدؓ۔ ایک روایت میں آپؓ کا نام رافع بن زیدؓ بھی بیان کیا گیا ہے۔ حضرت رافع بن یزید کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس کی شاخ بَنُو زَعُوْرَاء بن عبدِ الْاَشْھَل سے تھا۔ حضرت رافعؓ کی والدہ عقْرَب بنتِ مُعَاذ مشہور صحابی حضرت سعد بن مُعاذؓ کی بہن تھیں۔ حضرت رافعؓ کے دو بیٹے اُسَیْد اور عبد الرحمٰن تھے۔ ان دونوں کی والدہ کا نام عَقْرَب بنتِ سَلَامَہ تھا۔ حضرت رافع غزوۂ بدر و اُحُد میں شریک ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق آپ غزوۂ بدر کے دن سعید بن زیدؓ کے اونٹ پر سوار تھے۔ آپؓ غزوۂ اُحُد میں شہید ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 337 رافع بن یزید مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)
(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 235 رافع بن زید مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت ذَکْوَان بِن عَبْد قَیْسؓ۔ ان کی کنیت ابو السَّبُع تھی۔ حضرت ذَکْوَانؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو زُرَیْق سے تھا۔ آپؓ کی کنیت ابو السَّبُع ہے۔ آپؓ بیعتِ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ میں بھی شریک رہے۔ آپؓ کی ایک نمایاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپؓ مدینہ سے ہجرت کر کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ گئے۔ اس وقت تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ہی تھے۔ آپؓ کو انصاری مہاجر کہا جاتا تھا۔ آپؓ وہاں مکہ جا کے کچھ عرصہ رہے۔ یا سمجھنا چاہیے کہ ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ آپؓ غزوۂ بدر اور احد میں شریک تھے اور غزوۂ احد میں

شہادت کا رتبہ پایا۔ آپؓ کو ابوحَکَمْ بِن اَخْنَس نے شہید کیا تھا۔ حضرت ذَکْوَان بِن عَبْد قَیْس کو انصاری مہاجر کہا جاتا ہے۔

(اسد الغابہ جلد 2صفحہ 210 ذکوان بن عبد قیس مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

علامہ ابن سعد طبقاتِ کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ ہجرت مدینہ کے وقت جب مسلمان مدینہ روانہ ہوئے تو قریش سخت ناراض تھے اور جو نوجوان ہجرت کر کے جا چکے تھے ان پر انہیں بہت غصہ آیا۔ انصار کے ایک گروہ نے عَقَبہ ثانیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور اس کے بعد واپس مدینہ چلے گئے تھے۔ جب ابتدائی مہاجرین قُبَا پہنچ گئے تو یہ انصار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ گئے اور آپؐ کے اصحاب کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ اسی مناسبت سے انہیں انصار مہاجرین کہا جاتا ہے۔ ان اصحاب میں حضرت ذَکْوَان بِن عَبْدِ قَیْس حضرت عُقْبَہ بن وَہَبؓ حضرت عباس بن عُبَادہؓ اور اور حضرت زِیَاد بن لَبِیدؓ شامل تھے۔ اس کے بعد تمام مسلمان مدینہ چلے گئے تھے سوائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کے یا وہ جو فتنہ میں تھے، قید میں تھے، مریض تھے یا وہ ضعیف اور کمزور تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 1 صفحہ 175 ذکر اذن رسول اللہؐ للمسلمین فی الھجرۃ الی المدینۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

سُہَیل بن ابی صالح سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحُد کے لئے نکلے۔ آپؐ نے ایک مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس طرف کون جائے گا؟ بَنِی زُرَیْق میں سے ایک صحابی حضرت ذَکْوَان بِن عَبْد قَیْس اَبُوالسَّبُع کھڑے ہوئے۔ کہنے لگے یا رسولؐ اللہ! میں جاؤں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ حضرت ذَکْوَان نے کہا کہ میں ذَکْوَان بن عَبْدِ قَیْس ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ جانے کا ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ فلاں فلاں جگہ پر چلے جاؤ۔ اس پر حضرت ذَکْوَان بِن عَبْدِ قَیْس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! یقیناً میں ہی ان جگہوں پر جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جو کل جنت کے سبزے پر چل رہا ہو گا تو اس شخص کی طرف دیکھ لے۔ اس کے بعد

حضرت ذکوان اپنے اہل خانہ کو الوداع کہنے گئے۔ آپؓ کی ازواج اور بیٹیاں آپؓ سے کہنے لگیں کہ آپؓ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں! انہوں نے اپنا دامن ان سے چھڑایا اور تھوڑا دور ہٹ کر ان کی طرف رخ کر کے مخاطب ہوئے کہ اب بروز قیامت ہی ملاقات ہو گی۔ اس کے بعد غزوۂ احد میں ہی آپؓ نے شہادت کا رتبہ پایا۔

(معرفة الصحابہ لابی نعیم جلد 2 صفحہ 248 ذکوان بن عبد قیس بن خالد حدیث 2621 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

غزوۂ اُحُد کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ کسی کو ذَکْوَان بن عَبْدِ قَیس کا علم ہے؟ حضرت علیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایک گھڑ سوار دیکھا جو ذَکْوَان کا پیچھا کر رہا تھا یہاں تک کہ وہ ان کے قریب پہنچ گیا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اگر آج تم زندہ بچ گئے تو میں نہیں بچ سکوں گا۔ اس نے حضرت ذَکْوَانؓ جو کہ پیادہ پا تھے پر حملہ کر کے آپؓ کو شہید کر دیا اور انہوں نے عرض کیا کہ یہ کہتے ہوئے آپؓ پر وار کر رہا تھا کہ دیکھو میں ابنِ عِلَاج ہوں۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس پر حملہ کیا اور اس کی ٹانگ پر اپنی تلوار مار کر نصف ران سے کاٹ ڈالا۔ پھر اسے گھوڑے سے اتارا اور اسے قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا تھا کہ وہ اَبُو الْحَکَم بن اَخْنَس تھا۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحہ 245 باب غزوہ احد مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2013ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت خَوَّاتُ بْنُ جُبَیْر انصاری۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو صالح بھی تھی۔ حضرت خَوَّاتؓ کا تعلق بنو ثَعْلَبَہ سے تھا اور حضرت خَوَّات بن جُبَیْر حضرت عبد اللہ بْن جُبَیْر کے بھائی تھے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد میں درّے کی حفاظت کے لئے پچاس تیر اندازوں کے ساتھ مقرر فرمایا تھا، یعنی ان کے بھائی کو (مقرر فرمایا)۔ حضرت خَوَّاتؓ درمیانے قد کے تھے۔ آپؓ نے چالیس ہجری میں 74 برس کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی۔ ایک روایت کے مطابق وفات کے وقت آپؓ کی عمر 94 سال تھی۔ آپؓ مہندی اور وسمہ کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ حضرت خَوَّاتؓ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر کے لئے روانہ ہوئے لیکن راستے میں ایک پتھر کی نوک لگنے سے آپؓ زخمی ہو گئے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو واپس مدینہ بھجوا دیا۔ لیکن رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غزوۂ بدر کے مالِ غنیمت اور اجر میں شامل فرمایا۔ گویا آپؓ ان لوگوں کی طرح ہی تھے جو غزوۂ بدر میں شامل ہوئے۔ آپؓ غزوۂ احد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک ہوئے۔

حضرت خَوَّاتُ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مقام مَرِّ الظَّھرَان میں پڑاؤ کیا۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے خیمے سے نکلا تو کچھ عورتیں باتیں کر رہی تھیں۔ مجھے یہ دیکھ کر دلچسپی پیدا ہوئی۔ پس میں واپس گیا اور ایک جُبّہ پہن کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اپنے آپ کو چھپا لیا اور عورتوں کی باتیں سننے کے لئے وہاں بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ڈر گیا اور آپؐ سے کہا کہ میرا اونٹ بھاگ نکلا ہے میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں۔ میں کھڑا ہو گیا اور فوری طور پہ عرض کیا۔ آپؐ چل پڑے۔ آگے چلے گئے۔ میں بھی آپؐ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ آپؐ نے اپنی چادر مجھے پکڑائی جو اوڑھی ہوئی تھی اور جھاڑیوں میں چلے گئے اور رفع حاجت کے بعد آپؐ نے وضو کیا اور واپس آئے۔ آپؐ کی داڑھی سے پانی کے قطرے آپؐ کے سینے پر گر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ مزاح مجھ سے پوچھا کہ اے ابوعبداللہ! اس اونٹ نے کیا کیا؟ اب اونٹ تو کوئی نہیں گُما تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احساس ہو گیا تھا کہ ویسے ہی یہ باتیں سننے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ چیز اچھی نہیں ہے۔ بہرحال کہتے ہیں۔ پھر ہم روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد جب بھی آپؐ مجھے ملتے، سلام کرتے اور پوچھتے کہ ابوعبداللہ اس اونٹ نے کیا کیا؟ جب اس طرح بار بار ہونا شروع ہوا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس حوالے سے مزاح کے طور پہ مجھے چھیڑتے تھے تو میں مدینہ میں چھپ کر رہنے لگا اور مسجد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے الگ رہنے لگا۔ جب اس بات کو کچھ عرصہ گزر گیا تو مسجد گیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے حجرے سے باہر تشریف لے آئے۔ آپؐ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ میں اس امید پر نماز لمبی کرتا گیا کہ آپؐ تشریف لے جائیں اور مجھے چھوڑ دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوعبداللہ! جتنی مرضی نماز لمبی کر لو۔ مَیں یہیں ہوں۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کر کے آپؐ کا دل اپنے بارے میں صاف کر دوں گا۔ جب مَیں نے سلام پھیرا تو آپؐ نے فرمایا

کہ ابو عبد اللہ! تم پر سلامتی ہو۔ اس اونٹ کے بھاگ جانے کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے وہ اونٹ نہیں بھاگا۔ آپؐ نے تین بار فرمایا کہ اللہ تم پر رحم کرے۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے کبھی مجھے اس بارے میں کچھ نہیں کہا۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 3صفحہ 362 تا 364 عبد اللہ بن جبیر،خوات بن جبیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)(اسد الغابہ جلد 2صفحہ 190 خوات بن جبیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء) گویا ایک تو اس بات سے کہ مجھ سے نہ چھپاؤ مجھے پتہ ہے اصل قصہ کیا ہے۔ دوسرے اس طرح بیٹھ کے بلاوجہ لوگوں کی مجلس میں ان کی باتیں سننا جو ہے وہ غلط چیز ہے۔

حضرت خَوّاتؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت فرمائی۔ جب میں شفایاب ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا۔ اے خَوّات! تمہارا جسم تندرست ہو گیا ہے۔ پس جو تم نے اللہ سے وعدہ کیا ہے وہ پورا کرو۔ میں نے عرض کیا۔ میں نے اللہ سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی بھی مریض ایسا نہیں کہ جب وہ بیمار ہوتا ہے تو کوئی نذر نہیں مانتا یا نیت نہیں کرتا۔ ضرور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے تندرست کر دے تو میں یہ کروں گا، وہ کروں گا۔ پس اللہ سے کیا ہوا وعدہ وفا کرو۔ جو بھی تم نے بات کہی ہے اسے پورا کرو۔ (مستدرك علی الصحیحین جلد 3صفحہ 467 کتاب معرفة الصحابہ باب ذکر مناقب خوات بن جبیر الانصاری حدیث 5750 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء) پس یہ ایسی بات ہے جو ہم سب کے لئے قابلِ غور اور قابلِ توجہ ہے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو قریظہ کی عہد شکنی کی اطلاع ملی تو آپؐ نے ایک وفد ان کی طرف بھیجا۔ اس بارے میں سیرت خاتم النبیین میں جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھا ہے وہ واقعہ اس طرح ہے کہ

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بنو قریظہ کی اس خطرناک غداری کا علم ہوا تو آپؐ نے پہلے تو دو تین دفعہ خفیہ خفیہ زُبیر بن العوامؓ کو دریافت حالات کے لئے بھیجا اور پھر باضابطہ طور پر قبیلہ اوس و خزرج کے رئیس سعد بن مُعاذؓ اور سعد بن عُبادہؓ اور بعض دوسرے بااثر صحابہ کو ایک وفد کے طور پر بنو قریظہ کی طرف روانہ فرمایا اور ان کو یہ تاکید فرمائی کہ اگر کوئی تشویشناک خبر ہو تو واپس آ کر اس کا برملا اظہار نہ کریں

بلکہ اشارہ کنایہ سے کام لیں تا کہ لوگوں میں تشویش نہ پیدا ہو۔ جب یہ لوگ بنو قریظہ کے مساکن میں پہنچے۔" جہاں ان کی رہائش تھی، گھر تھے "اور ان کے رئیس کعب بن اسد کے پاس گئے تو وہ بدبخت ان کو نہایت مغرورانہ انداز سے ملا اور سعدَین" یعنی سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادۃؓ "کی طرف سے معاہدہ کا ذکر ہونے پر وہ اور اس کے قبیلہ کے لوگ بگڑ کر بولے کہ "جاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہمارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔" یہ الفاظ سن کر صحابہ کا یہ وفد وہاں سے اٹھ کر چلا آیا اور سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادۃؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مناسب طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات سے اطلاع دی۔"

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 584-585)

یہ بھی ہے کہ صحابہ کی اس صحبت میں حضرت خَوَّاتؓ بن جبیرؓ بھی شامل تھے۔

(سیرت ابن ھشام صفحہ 456 باب غزوۃ الخندق فی سنۃ خمس مطبوعہ دار ابن حزم 2009ء)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خَوَّاتؓ کو اپنے گھوڑے پر بنو قریظہ کی طرف روانہ فرمایا اور اس گھوڑے کا نام جَنَاح تھا۔

(مستدرک علی الصحیحین جلد 3 صفحہ 466 کتاب معرفۃ الصحابہ باب ذکر مناقب خوات بن جبیر الانصاری حدیث 5747 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

حضرت خواتؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ اس قافلے میں ہمارے ساتھ حضرت ابوعُبَیدہ بن جَرَّاحؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی تھے۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں ضِرَار، (ضِرَار بن خَطَّاب قریش کا ایک شاعر تھا جو فتح مکہ پر ایمان لائے تھے) کے اشعار سناؤ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ابوعبداللہ یعنی خَوَّات کو اپنے اشعار سنانے دو۔ اس پر میں انہیں اشعار سنانے لگا یہاں تک کہ سحر ہو گئی۔ تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بس کر دو کہ اب وقت سحر ہے۔

(الاصابہ جلد 2 صفحہ 292 خوات بن جبیرؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء) (الطبقات الکبریٰ جلد 6 صفحہ 10 ضرار بن الخطابؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت رَبِیْعَہ بن اَکْثَمؓ۔ ان کی کنیت ابویَزِید تھی۔ حضرت ربیعہؓ چھوٹے قد اور موٹے جسم کے مالک تھے۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ اَسَد بن خُزَیْمَہ سے تھا۔ حضرت ربیعہؓ کا شمار مہاجر صحابہ میں ہوتا ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپؓ نے چند دیگر صحابہ کے ہمراہ حضرت مُبَشِّرؓ بن

عبدُالمُنذِرؓ کے گھر میں قیام کیا۔ غزوۂ بدر میں شمولیت کے وقت آپؓ کی عمر تیس برس تھی۔ غزوۂ بدر کے علاوہ آپؓ نے غزوۂ احد، غزوۂ خندق، صلح حدیبیہ اور غزوۂ خیبر میں بھی شرکت کی اور غزوۂ خیبر میں ہی شہادت کا رتبہ بھی پایا۔ آپ کو حارث نامی یہودی نے نَطَاۃ کے مقام پر شہید کیا۔ نَطَاۃ خیبر میں موجود ایک قلعہ کا نام ہے۔ شہادت کے وقت آپؓ کی عمر 37 سال تھی۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 257 ربیعہ بن اکثم مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء) (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 66,70 عبد اللہ بن جحش، ربیعہ بن اکثم مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت رِفَاعَہ بِن عَمْرو الْجُھَنِیؓ۔ ان کا نام وَدِیْعَہ بن عَمْرو بھی بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت رِفَاعَہؓ غزوۂ بدر اور اُحُد میں شریک ہوئے۔ آپؓ انصار کے قبیلہ بنو نجار کے حلیف تھے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 287 رفاعة بن عمرو الجہنی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت زَیْد بِن وَدِیْعَہؓ۔ حضرت زیدؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ آپؓ نے بیعتِ عقبہ، غزوۂ بدر اور اُحُد میں بھی شرکت کی اور غزوۂ احد میں ہی شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 377 زید بن ودیعة مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

حضرت زیدؓ کی والدہ اُمِّ زَیْد بنتِ حَارِث تھیں۔ آپؓ کی اہلیہ کا نام زینب بنت سھل تھا۔ جس سے آپؓ کے تین بچے سَعد بن زَید۔ اُمَامَہ اور اُمِّ کُلْثُوم شامل ہیں۔ آپؓ کے بیٹے سعد حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں عراق آگئے تھے اور وہاں عَقَرْقُوْف کے مقام پر آباد ہو گئے تھے۔ عَقَرْقُوْف عراق کے شہر بغداد کے قریب ایک بستی کا نام ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 410 زید بن ودیعة مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) (معجم البلدان جلد 4 صفحہ 155 زیر لفظ عقرقوف مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت رِبْعِی بِن رَافِع اَنْصَارِیؓ۔ آپؓ کے دادا کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق نام حَارِث تھا جبکہ دوسرے کے مطابق زید تھا۔ حضرت رِبعی بن رَافِع کا تعلق بنو عَجْلَان سے تھا اور آپؓ غزوۂ بدر اور اُحُد میں شامل ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3صفحہ 356-357 ربعی بن ودیعۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)(اسد الغابہ جلد 2صفحہ 252 ربعی بن ودیعۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت زَیْد بِن مُزَیْنؓ۔ مُزَین بِن قَیْس ان کے والد کا نام تھا۔ حضرت زیدؓ کا نام یزید بن اَلْمُزَیْن بھی بیان ہوا ہے۔ آپؓ کا تعلق خزرج قبیلہ سے تھا۔ حضرت زیدؓ غزوۂ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ ہجرت مدینہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ اور حضرت مِسْطَح بن اُثَاثَہ کے درمیان عقدِ مؤاخات قائم فرمایا۔ آپؓ کی اولاد میں بیٹا عمرو اور بیٹی رَمْلَہ تھیں۔

(اسد الغابہ جلد 2صفحہ 375 زید بن المزین مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)(الطبقات الکبریٰ جلد 3صفحہ 407 یزید بن المزین مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام حضرت عِیَاض بِن زُہَیْرؓ ہے۔ ان کی کنیت ابوسعد تھی۔ حضرت عِیاضؓ کی والدہ کا نام سَلْمیٰ بنتِ عَامِر تھا۔ آپؓ کا تعلق فِہْر قبیلہ سے تھا۔ آپؓ حبشہ کی طرف دوسری ہجرت میں شامل ہوئے۔ وہاں سے واپس آکر مدینہ ہجرت کی اور حضرت کُلْثُوم بن الہِدْمؓ کے ہاں قیام کیا۔ آپؓ نے غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں شرکت کی۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں تیس ہجری میں مدینہ میں آپؓ نے وفات پائی اور ایک روایت میں ہے کہ آپؓ کی وفات شام میں ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3صفحہ 318-319 عیاض بن زہیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)(اسد الغابہ جلد 4صفحہ 311 عیاض بن زہیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر اگلے صحابی ہیں حضرت رِفَاعَہ بن عَمْرو اَنْصاریؓ۔ ان کی کنیت ابوولید تھی۔ حضرت رِفاعہ کا تعلق قبیلہ بنو عوف بن خزرج سے تھا۔ آپؓ کی والدہ کا نام ام رِفاعہ تھا۔ آپؓ ستر انصار کے ساتھ بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل ہوئے۔ آپؓ نے غزوۂ بدر اور احد میں شرکت کی اور غزوۂ احد میں جام شہادت نوش کیا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3صفحہ 410-411 رفاعہ بن عمرو مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

اگلے صحابی ہیں حضرت زِیَاد بِن عَمْروؓ۔ حضرت زیاد کو ابن بِشْر بھی کہا جاتا تھا۔ آپؓ انصار کے حلیف تھے۔ حضرت زِیاد غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ آپؓ کے بھائی حضرت ضَمْرَہ بھی غزوۂ بدر میں شریک

تھے۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ بَنُو سَاعِدَہ بن کَعْب سے تھا۔ ایک دوسرے قول کے مطابق آپؓ بنو سَاعِدَہ بن کعب بن الخَزْرَج کے آزاد کردہ غلام تھے۔

(اسد الغابہ جلد 2صفحہ 338 زیاد بن عمرو مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء) (الاصابہ جلد 2صفحہ 483 زیاد بن عمرو مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

اگلے صحابی جن کا ذکر ہو گا ان کا نام حضرت سَالِم بِن عُمَیْر بِن ثابتؓ ہے۔ حضرت سالم کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو عمرو بن عوف سے تھا۔ آپؓ بیعت عقبہ میں شامل ہوئے۔ حضرت سالمؓ غزوۂ بدر اور احد اور خندق اور تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔

(اسد الغابہ جلد 2صفحہ 387 سالم بن عمیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

غزوۂ تبوک کے موقع پر جو غریب اصحاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ غزوۂ تبوک کے لئے جانا چاہتے تھے اور سواری نہ ہونے کی وجہ سے روتے تھے، حضرت سالمؓ بھی ان اصحاب میں شامل تھے۔ یہ سات غریب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس وقت آپؐ تبوک کے لئے جانا چاہتے تھے۔ ان اصحاب نے عرض کیا کہ ہمیں سواری دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں تم لوگوں کو سوار کروں۔ وہ لوگ واپس گئے۔ آنکھوں میں اس غم کی وجہ سے آنسو جاری تھے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پایا۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آیت وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ (التوبة:92) یعنی اور نہ ان لوگوں پر کوئی الزام ہے جو تیرے پاس اس وقت آئے جب جنگ کا اعلان کیا گیا تھا اس لئے کہ تو ان کو کوئی سواری مہیا کر دے تو تُو نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جس پر مَیں تمہیں سوار کراؤں اور یہ جواب سن کر وہ چلے گئے اور اس غم سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے کہ افسوس ان کے پاس کچھ نہیں جسے خدا کی راہ میں خرچ کریں۔ تو ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے ان میں یہ سالم بن عمیرؓ اور ثعلبہ بن زیدؓ شامل تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3صفحہ 366 سالم بن عمیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) (اسد الغابہ جلد 2صفحہ 387 سالم بن عمیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سورت توبہ کی اس آیت کی یعنی یہ آیت جو ہے وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"یہ آیت اپنے اطلاق کے لحاظ سے عام ہی ہے مگر جن اشخاص کی طرف اشارہ ہے وہ سات غریب مسلمان تھے جو جہاد پر جانے کے لئے بیتاب تھے مگر اپنے دل کی خواہش کو پورا کرنے کے سامان نہیں رکھتے تھے۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے لئے سواری کا انتظام فرما دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس ہے مَیں کوئی انتظام نہیں کر سکتا تو ان کو بڑی تکلیف ہوئی ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ واپس چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ ان کے چلے جانے کے بعد (یہ روایت آتی ہے کہ ان کے چلے جانے کے بعد) "حضرت عثمانؓ نے تین اونٹ دیے اور چار دوسرے مسلمانوں نے دیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک آدمی کو ایک ایک اونٹ دے دیا۔" حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "قرآن نے یہ واقعہ اس لئے بیان کیا ہے تا کہ ان غریب مسلمانوں کے اخلاص کا مقابلہ کر کے دکھائے جو تھے تو مالدار اور سفر پر جانے کے ذرائع بھی رکھتے تھے مگر جھوٹے عذر تلاش کرتے تھے۔" (کچھ لوگ ایسے تھے جو عذر تلاش کر رہے تھے اور نہیں گئے۔ لیکن جو غریب تھے ان کا جذبہ بالکل اَور تھا تا کہ مقابلہ ہو جائے) پھر آگے فرماتے ہیں کہ "اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مدینے میں پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ سب منافق نہ تھے بلکہ ان میں مخلص مسلمان بھی تھے مگر وہ اس لئے نہیں جا سکے کہ ان کے پاس جانے کے سامان نہ تھے۔"

(دروس حضرت مصلح موعودؓ (غیر مطبوعہ) تفسیر سورۃ التوبۃ زیر آیت 92)

اس کی تفسیر میں بیان کرتے ہوئے مزید آپؓ نے فرمایا ہے کہ "ابو موسیٰ ان لوگوں کے سردار تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپؓ نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مانگا تھا؟ تو انہوں نے کہا خدا کی قسم! ہم نے اونٹ نہیں مانگے۔ ہم نے گھوڑے نہیں مانگے۔ ہم نے صرف یہ کہا تھا کہ ہم ننگے پاؤں ہیں۔" جوتی بھی نہیں تھی پاؤں میں "اور اتنا لمبا سفر پیدل نہیں چل سکتے۔" پاؤں زخمی ہو جائیں گے تو پھر

جنگ لڑ نہیں سکتے۔ ”اگر ہم کو صرف جوتیوں کے جوڑے مل جائیں تو ہم جوتیاں پہن کر ہی بھاگتے ہوئے اپنے بھائیوں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہونے کے لئے پہنچ جائیں گے۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد20 صفحہ 361)

یہ غربت کا حال تھا۔ یہ جذبہ تھا۔ حضرت سالِم بن عُمَیرؓ حضرت معاویہؓ کے زمانہ تک زندہ رہے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 387 سالم بن عمیرؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر اگلے صحابی حضرت سُرَاقہ بِن کَعْبؓ ہیں۔ حضرت سُرَاقہ کا تعلق قبیلہ بنو نَجَّار سے تھا۔ آپؓ کی والدہ کا نام عُمَیْرَۃ بنت نعمان تھا۔ حضرت سُرَاقہ غزوۂ بدر اور احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ حضرت سُرَاقہ بن کعبؓ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں فوت ہوئے اور کلبی کی روایت کے مطابق حضرت سُرَاقہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 371 سراقہ بن کعب مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 412 سراقہ بن کعب مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام حضرت سَائِب بِن مَظْعُونؓ ہے ۔ حضرت سائِب بن مظعونؓ، حضرت عُثْمان بن مَظْعُونؓ کے سگے بھائی تھے۔ آپؓ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے اولین مہاجروں میں سے تھے۔ حضرت سائِب کو غزوۂ بدر میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 399 سائب بن مظعون مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ بُوَاطُ کے لئے روانہ ہوئے تو بعض روایات کے مطابق آپؐ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو اور بعض کے مطابق حضرت سَائِب بن عثمانؓ کو اپنے پیچھے امیر مقرر فرمایا اور ایک روایت میں حضرت سائب بن مَظْعُونؓ کا نام بھی ملتا ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 2 صفحہ 174 باب ذکر مغازیہؐ غزوہ بواط مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

حضرت سائبؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تجارت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد کی روایت ہے کہ حضرت سائِبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو صحابہ نے آپؐ کے سامنے میرا ذکر اور تعریف کرنی شروع کر دی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ صَدَقْتَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ ۔کُنْتَ شَرِیْکِیْ فَنِعْمَ

الشَّرِيْكُ۔ كُنْتَ لَا تُدَارِيْ وَلَا تُمَارِيْ۔ کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں! آپؐ نے سچ فرمایا۔ آپؐ تجارت میں میرے شریک تھے اور کیا ہی بہترین شراکت دار تھے۔ آپؐ نہ ہی مخالفت کرتے اور نہ ہی جھگڑا کرتے تھے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی کراھیۃ المراء حدیث 4836)

سیرت خاتم النبیین میں اس واقعہ کو اس طرح درج کیا گیا ہے کہ "مکہ سے تجارت کے قافلے مختلف علاقوں کی طرف جاتے تھے۔ جنوب میں یمن کی طرف اور شمال میں شام کی طرف تو باقاعدہ تجارت کا سلسلہ جاری تھا۔ اس کے علاوہ بحرین وغیرہ کے ساتھ بھی تجارت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عموماً ان سب ملکوں میں تجارت کی غرض سے گئے اور ہر دفعہ نہایت دیانت و امانت اور خوش اسلوبی اور ہنرمندی کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کیا۔ مکّہ میں بھی جن لوگوں کے ساتھ آپؐ کا معاملہ پڑا وہ سب آپؐ کی تعریف میں رطب اللسان تھے؛ چنانچہ سائبؓ ایک صحابی تھے۔" (جن کا ذکر ہو رہا ہے) "وہ جب اسلام لائے تو بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی تعریف کی۔ آپؐ نے فرمایا "میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔" سائبؓ نے عرض کی۔ "ہاں یارسولؐ اللہ! آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپؐ ایک دفعہ تجارت میں میرے شریک تھے اور آپؐ نے ہمیشہ نہایت صاف معاملہ رکھا۔"

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 106)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عَاصِم بِن قَیْسؓ۔ حضرت عاصم بن قیسؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ ثَعْلَبہ بن عمرو سے تھا۔ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 112-113 عاصم بن قیس مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

اگلے صحابی ہیں حضرت طُفَیْل بن مَالِك بن خَنْسَاءؓ۔ حضرت طُفَیلؓ کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ بنو عُبَید بن عَدِی سے تھا۔ حضرت طُفَیلؓ کی والدہ کا نام اَسْمَاء بنت القَیْن تھا۔ حضرت طفیلؓ بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شامل ہوئے۔ آپ کی شادی اِدَامْ بنت قُرْط سے ہوئی جن سے آپؓ کے دو بیٹے عبداللہ اور رَبِیع پیدا ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 430-431 طفیل بن مالك مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 79 طفیل بن مالك بن خنساء مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت طُفَیْل بن نُعْمَانؓ۔ حضرت طُفَیْل کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ آپؓ کی والدہ خَنْسَاء بنت رِئَاب تھیں جو کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت طفیلؓ کی ایک بیٹی تھیں جن کا نام رُبَیِّع تھا۔ آپؓ بیعتِ عَقَبہ اور غزوۂ بدر میں شامل ہوئے۔ حضرت طفیلؓ نے غزوۂ احد میں بھی شرکت کی اور اس روز آپؓ کو تیرہ زخم آئے تھے۔ حضرت طفیل بن نعمانؓ غزوۂ خندق میں بھی شامل ہوئے اور اسی غزوۂ میں شہادت کا رتبہ بھی حاصل کیا۔ وَحْشِی بن حَرْب نے آپؓ کو شہید کیا تھا۔ بعد میں وحشی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا تھا۔ وحشی کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حمزہؓ کو اور حضرت طفیل بن نعمانؓ کو میرے ہاتھوں سے عزت بخشی لیکن مجھے ان کے ہاتھوں سے ذلیل نہیں کیا یعنی میں کفر کی حالت میں قتل نہیں کیا گیا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 431 الطفیل بن النعمان مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 79-80 طفیل بن مالك، طفیل بن النعمان مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

اگلے صحابی حضرت ضَحَّاك بِن عَبْدِ عَمْروؓ ہیں۔ ان کا تعلق بنو دِینار بن نَجَّار سے تھا۔ آپؓ کے والد کا نام عبدِ عَمرو اور آپؓ کی والدہ کا نام سُمَیْرَاء بنتِ قَیْس تھا۔ آپؓ اور آپؓ کے بھائی حضرت نعمان بن عبدِ عمروؓ غزوۂ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ حضرت نعمانؓ نے غزوۂ احد میں شہادت پائی۔ آپ کے تیسرے بھائی قُطْبَہ بن عَبدِ عمرو واقعہ بئر معونہ کے روز شہید ہوئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 394 ضحاك بن عبد عمرو، نعمان بن عبد عمرو مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر اگلے صحابی ہیں ضَحَّاك بن حَارِثَہؓ۔ حضرت ضَحَّاكؓ انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ کے والد کا نام حَارِثَہ اور والدہ کا نام ھِنْد بنت مالِك تھا۔ حضرت ضَحَّاك رضی اللہ تعالیٰ عنہ ستّر انصار کے ساتھ بیعتِ عقبہ میں شامل ہوئے۔ آپؓ نے غزوۂ بدر میں بھی شرکت کی۔ آپؓ کے بیٹے کا نام یزید تھا جو کہ آپ کی اہلیہ اُمَامَہ بنت مُحَرِّث کے بطن سے پیدا ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 433 ضحاك بن حارثہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 46 ضحاك بن حارثہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر اگلے صحابی ہیں حضرت خَلَّاد بن سُوَیْدؓ۔ یہ انصاری تھے۔ حضرت خلاّدؓ کا تعلق خزرج کی شاخ بنو حارث سے تھا۔ آپؓ کی والدہ کا نام عَمْرَہ بنتِ سعد تھا۔ آپؓ کے ایک بیٹے حضرت سایِب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور بعد میں حضرت عمرؓ نے انہیں یمن کا عامل بھی مقرر فرمایا۔ دوسرے بیٹے کا نام حَکَمْ بن خَلَّاد تھا۔ ان دونوں کی والدہ کا نام لَیْلیٰ بنتِ عُبَادہ تھا۔ حضرت خَلَّادؓ بیعت عقبہ میں شامل ہوئے۔ آپؓ نے غزوۂ بدر اور احد اور خندق میں شرکت کی۔ غزوۂ بنو قریظہ میں ایک یہودی عورت نے جس کا نام بُنَانَہ تھا اوپر سے آپؓ پر بھاری پتھر پھینکا جس سے آپؓ کا سر پھٹ گیا اور آپؓ شہید ہو گئے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلاّد کے لئے دو شہیدوں کے برابر اجر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بھی بطور قصاص پھر بعد میں قتل کروا دیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 401-402 خلاد بن سوید مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

سیرت خاتم النبیینؐ میں اس واقعہ کا ذکر اس طرح لکھا ہے کہ ”چند مسلمان جو اُن کے قلعہ کی دیوار کے پاس ہو کر ذرا آرام کرنے بیٹھے تھے ان پر ایک یہودی عورت بُنَانَہ نامی نے قلعہ کے اوپر سے ایک بھاری پتھر پھینک کر ان میں سے ایک آدمی خَلَّاد نامی کو شہید کر دیا اور باقی مسلمان بچ گئے۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 598)

پھر آتا ہے کہ حضرت خَلَّادؓ کی والدہ کو جب آپؓ کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ نقاب کر کے تشریف لائیں۔ ان سے کہا گیا کہ خَلَّاد شہید کر دیے گئے ہیں اور آپ نقاب کر کے آئی ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ خَلَّادؓ تو مجھ سے جدا ہو گیا ہے لیکن میں اپنی حیا کو خود سے جدا نہیں ہونے دوں گی۔ یہ بَین جو رواج تھا وہ اس طرح نہیں ہو گا اور پردہ حیا ہے وہ تو قائم رہے گی۔

حضرت خَلَّادؓ کی شہادت پر یہ تفصیل آگے اس طرح بھی آتی ہے کہ حضرت خَلَّادؓ کی شہادت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لئے دو شہیدوں کا اجر ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ لیکن زائد اس میں یہ ہے۔ جب پوچھا گیا کہ یا رسولؐ اللہ ایسا کیوں ہے؟ دو شہیدوں کا اجر کس لیے؟ تو آپؐ نے فرمایا کیونکہ انہیں اہل کتاب نے شہید کیا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 402 خلاد بن سوید مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

اگلے صحابی ہیں حضرت اَوْس بن خَوْلِی انصاریؓ۔ ان کی کنیت ابو لَیْلٰی تھی۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنوسالِم بن غَنَم بن عَوف سے تھا۔ آپؓ کی والدہ کا نام جمیلہ بنت اُبَیّ تھا جو عبداللہ بن اُبَیّ بن سَلُول کی بہن تھیں۔ آپؓ کی ایک بیٹی تھیں جن کا نام فُسْحُم تھا۔ آپ غزوۂ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی مؤاخات حضرت شُجَاع بن وَھْب اَلْاَسَدِی ؓ سے کروائی۔ حضرت اَوْس بن خَوْلِی کا شمار 'کاملین' میں ہوتا تھا۔ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں 'کامل' اس شخص کو کہا جاتا تھا جو عربی لکھنا جانتا ہو۔ تیر اندازی کرنا اچھی طرح جانتا ہو اور تیر اکی جانتا ہو۔ اچھی طرح تیرنا جانتا ہو۔ یہ تین باتیں اس میں ہوں تو اس کو کامل کہتے تھے اور یہ سب باتیں حضرت اَوْس بن خَوْلِی میں موجود تھیں۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 320 اوس بن خَوْلِی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء) (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 409-410 اوس بن خَوْلِی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت نَاجِیَہ بن اَعْجَمؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کی قلت کی شکایت کی گئی تو انہوں نے مجھے بلایا اور اپنی ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور مجھے دیا۔ پھر کنوئیں کا پانی ایک ڈول میں منگوایا۔ میں اس کو لے کر آیا۔ آپؐ نے وضو فرمایا اور کلّی کر کے ڈول میں انڈیل دیا جبکہ لوگ سخت گرمی کی حالت میں تھے۔ مسلمانوں کے پاس ایک ہی کنواں تھا کیونکہ مشرکین بَلْدَح کے مقام پر جلدی پہنچ کر اس کے پانی کے ذخیروں پر قبضہ کر چکے تھے۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا کہ اس ڈول کو کنوئیں میں انڈیل دو جس کا پانی خشک ہو گیا ہے اور اس کے پانی میں تیر گاڑ دو تو میں نے ایسا ہی کیا۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے مَیں بہت مشکل سے باہر نکلا یعنی فوری طور پہ وہاں پانی ابلنے لگ گیا، پھوٹنے لگ گیا۔ مجھے پانی نے ہر طرف سے گھیر لیا تھا اور پانی ایسے ابل رہا تھا جیسے دیگچی ابلتی ہے یہاں تک کہ پانی بلند ہوا اور کناروں تک برابر ہو گیا۔ لوگ اس کے کنارے سے پانی بھرتے تھے یہاں تک کہ ان میں سے آخری شخص نے بھی پیاس بجھا لی۔ اس دن منافقوں کا ایک گروہ وہاں پانی پر تھا جن میں عبداللہ بن اُبَیّ بھی تھا جو حضرت اَوْس بن خَوْلِیؓ کا ماموں تھا۔ حضرت اَوْس بن خَوْلِیؓ نے اسے کہا کہ اے اَبُو الْحُبَاب! ہلاکت ہو تجھ پر۔ اب تو تُو اس معجزے کو مان لے جس پر تُو خود موجود ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کو مان لے۔ کیا اس کے بعد کوئی گنجائش رہ گئی ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں اس جیسی بہت سی چیزیں دیکھ چکا ہوں تو اس کو حضرت اَوْس بن خَوْلِیؓ نے کہا کہ اللہ تیرا بُرا کرے اور تیری رائے کو بُرا ثابت کر دے۔ عبداللہ بن اُبَیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اَبُو الْحُبَاب! آج جو تُو نے دیکھا ہے اس جیسا پہلے کب دیکھا تھا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خبر پہنچی تو آپؐ نے پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ بات تم نے کیوں کہی یعنی جو اپنے بھانجے کو کہی تھی۔ عبداللہ بن اُبَیّ نے کہا کہ استغفر اللہ۔ عبداللہ بن اُبَیّ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ان کے لئے مغفرت کی دعا کیجئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغفرت کی دعا کی۔

(سبل الھدیٰ جلد 5 صفحہ 41 باب فی غزوۃ الحدیبیۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1993ء) (امتاع الاسماع جلد 1 صفحہ 284 باب مقالۃ المنافقین فی دلیل النبوۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1999ء)

حضرت علی بن عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ کے لیے مکہ جانے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے اَوْس بن خَوْلِیؓ اور ابورَافِعؓ کو حضرت عباسؓ کی طرف پیغام دے کر بھیجا کہ وہ حضرت میمونہؓ کی شادی آپ سے کروا دیں۔ راستے میں ان دونوں کے اونٹ کھو گئے۔ وہ کچھ دن بطنِ رَابِغْ یعنی رَابِغْ جو جُحْفَہ سے دس میل کے فاصلے پر واقع ہے وہاں رکے رہے۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ پھر ان دونوں کو ان کے اونٹ مل گئے۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مکہ گئے۔ آپؐ نے حضرت عباسؓ کے پاس پیغام بھیجا۔ حضرت میمونہؓ نے اپنا معاملہ حضرت عباسؓ کے سپرد کر دیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ کے ہاں تشریف لے گئے اور حضرت عباسؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت میمونہؓ کی شادی کرا دی۔

(شرح علامہ زرقانی جلد 4 صفحہ 423 میمونۃ ام المومنین مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء) (معجم البلدان جلد 3 صفحہ 12 زیر لفظ رابغ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت اَوْس بن خَوْلِیؓ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے کہا کہ میں آپؓ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شریک کر لیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے آپ کو اجازت دی۔

اس کی ایک دوسری روایت اس طرح ملتی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپؐ کو غسل دینے کا ارادہ کیا گیا تو انصار آئے اور انہوں نے یہ کہا کہ اللہ اللہ! ہم لوگ آپؐ کے ننھیالی ہیں۔ لہٰذا ہم میں سے بھی کسی کو آپؐ کے پاس حاضر ہونا چاہیے، یعنی کہ انصار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیالی ہیں۔ انصار سے کہا گیا کہ تم لوگ اپنے میں سے کسی ایک شخص پر اتفاق کر لو۔ کوئی ایک شخص مقرر کر دو ۔ تو انہوں نے حضرت اَوْس بن خَوْلِیؓ پر اتفاق کیا۔ وہ اندر آئے اور آپؐ کے غسل اور تدفین میں شریک رہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل اور تدفین میں شریک رہے۔ حضرت اوسؓ مضبوط آدمی تھے۔ اس لئے پانی کا گھڑا اپنے ہاتھ میں اٹھا کر لاتے تھے اور اس طرح پانی مہیا کرتے رہے۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 320 اوس بن خَوْلِی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)(اصابہ جلد 1 صفحہ 299 اوس بن خَوْلِی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت فضل بن عباسؓ ان کے بھائی قُثَمْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام شُقْرَان اور حضرت اَوْس بن خَوْلِیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترے تھے۔(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ و دفنہؐ حدیث 1628) یعنی نعش لحد کے اندر رکھنے کے لئے۔

حضرت اوس بن خَوْلِیؓ سے مروی ہے کہ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا اے اوسؓ! جو اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اور انکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بڑھاتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتا ہے۔

(معرفۃ الصحابہ لابی نعیم جلد 1 صفحہ 279 من اسمہ اوس حدیث 975 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

پس یہ بہت ضروری سبق ہے جو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ آپؓ کی وفات مدینہ میں حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ہوئی۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 321 اوس بن خَوْلِی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

اللہ تعالیٰ ان سب بزرگ صحابہ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔